رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۰۸)

رجسٹرڈ انگلشیہ ( )

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

شرح چندہ

سالانہ .... ے

ششماہی .... ے

سہ ماہی .... عہ

شرح چندہ

سالانہ .... ے

ششماہی .... ے

سہ ماہی .... عہ

قیمت فی پرچہ (۲ ر)

قیمت پرانا پرچہ (۳ ر)

جلد ۳

۲۲ شہریور ۱۳۵۳ ف

۸ شعبان ۱۳۶۳ ھ

۲۹ جولائی ۱۹۴۴ء شنبہ

نمبر (۱۶)

حیدرآباد کی مساعی جنگ

نشری تقریر

والاشان ہز ہائنس پرنس آف برار

افواج ممالک محروسہ کو جو میرے زیر کمانڈ ہیں فرمان روائے مملکت سے تخصیص قرب کا فخر حاصل ہے جیسا کہ آپ واقف ہیں افواج دوران جنگ نہایت اہم ضرورتوں کی تکمیل کرتی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ فوج کی مساعی جنگ سے متعلق بیان کا خیر مقدم کریں گے۔

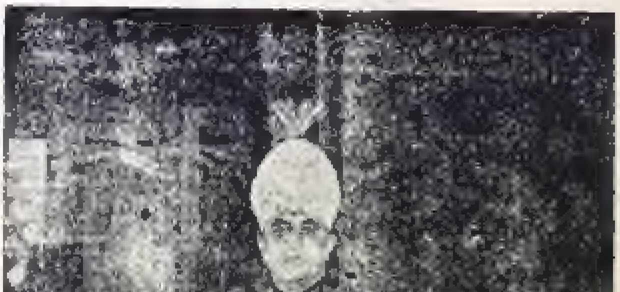
اس موقع پر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری کوششوں کی کامیابی اعلیٰحضرت بندگانعالی کے اس ذاتی جوش کی مرہون منت ہے جو متعلقہ محکموں کی منظوری سے مسلسل مرحمت فرمایا جاتا رہا ہوتی رہی۔

اب میں مختصر طور پر ہمارے مساعی کا ذکر کروں گا۔

جنگ کے وقت ہماری آرڈیننس ممالک محروسہ سرکار عالی کے باہر ہیں جو انفنٹری بیٹالینز سواری (انفنٹری) اور میکانیکل ٹرانسپورٹ یونٹوں پر مشتمل ہیں۔ ان کی تشکیل انڈین آرمی کے یونٹوں کی طرح ہوتی ہے اور اسی طرح سے ساز و سامان سے مسلح کئے گئے ہیں۔

ان یونٹوں میں سے تین کو دشمن سے برسر پیکار رہنے کا موقع ملا۔ ممالک محروسہ سے باہر جو یونٹیں کام کر رہی ہیں ان کے معائنہ کے لئے بعض اوقات میں خود اور بعض اوقات کمانڈر یا چیف آف اسٹاف جاتے ہیں۔

ان یونٹوں کی تعداد قائم رکھنے۔ ان میں تربیت یافتہ شخص وقتاً فوقتاً بھیجے اور ممالک محروسہ کی اندرونی محافظت کی ضروریات پوری کرنے کے لئے چھ نئی یونٹوں



سو تمام عمل میں آیا اور ساتویں زیر تکمیل ہے۔

قبل جنگ سے متعلقہ ٹریننگ اسکواڈرن کو مرکزی کو کئی مرتبہ وسعت دی گئی اور تنظیم کی ضرورت محسوس ہوئی۔

اب ہماری فوج کے لئے جدید ٹریننگ کے مرکز قائم ہیں جو آرٹلری میکانائزڈ کیولری اور انفنٹری کی تمام ضروریات کو پورا کر سکتے ہیں جو جدید سے صحیح اور جدید ساز و سامان سے آراستہ ہیں۔

ایک آرمی ٹریننگ اسکول بھی ہے جو مرکزی جماعتوں کو تربیت دینے کے علاوہ کیڈٹوں کو افسر اور سب کمیشنڈ افسر بننے کی تربیت دیتا ہے۔

حال ہی میں موجودہ فن حرب کی تعلیم کو بھی افتتاح کیا گیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ممالک محروسہ میں کام انجام دینے والی افواج باقاعدہ کو میدان جنگ کے عملی حالات کے لئے تیار کیا جائے۔

آرمی ٹرانسپورٹ کمپنی ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز اور آرمی میڈیکل سروس کو بھی وسعت دی گئی اور منظم کیا گیا ہے۔

جب میں نے چارج لیا تو افواج باقاعدہ کی تعداد کو موجودہ تقریباً تعداد اونچا تھا اور اس میں اتنا اضافہ ہوا ہے کہ وہ تقریباً ایک کروڑ میں لاکھ ہو گیا ہے۔

جدید طرز کے بہت سے اسلحہ اور سامان جن میں آرمرڈ فائٹنگ وہیکلس اور میکانیکل ٹرانسپورٹ شامل ہیں ہمیں وصول ہو چکے ہیں۔

اگرچہ ممالک محروسہ میں کام انجام دینے والی یونٹیں اسلحہ اور ساز و سامان سے ایسی آراستہ نہیں ہیں جیسی کہ ممالک محروسہ سے باہر کی یونٹیں ہیں لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کے پاس اپنی ضروریات کے لئے موجودہ طرز کا کافی سامان

(باقی سلسلہ صفحہ ۱)

مملکت ہفتہ وار

جلد ۴ | ۲۳ شہریور ۱۳۵۳ف | نمبر ۱

کل ہند اردو کانگریس

حیدرآباد کا مفید اقدام

گزشتہ ہفتہ کل ہند اردو کانگریس کے مختلف اجلاس نہایت کامیابی سے اختتام کو پہونچے۔ اس کانگریس کی کامیابی کا سہرا نواب زین یار جنگ بہادر، ڈاکٹر محی الدین قادری زور، اور قاضی عبدالغفار صاحب کے سر ہے۔ نواب زین یار جنگ بہادر نے جس دلچسپی اور انہماک سے اس کانگریس کو کامیاب بنانے میں حصہ لیا وہ قابل مبارکباد ہے۔ حیدرآباد میں علمی نوعیت کا ایسا شاندار اجتماع شاید ہی کبھی ہوا ہو۔ اس اجتماع میں ہر مکتب خیال کے نمائندے اور ہندوستان کے ہر گوشہ کے ارباب علم و فکر شریک تھے۔ کانگریس کا افتتاح نواب صدر اعظم بہادر نے فرمایا اور پیام شاہانہ سے اس کانفرنس کو مفتخر فرمایا گیا۔

اس بات سے سب واقف ہیں کہ بعض حامیان اردو کی اس تحریک پر کہ زبان اردو کی ایک ایسی کل ہند کانگریس قائم کی جائے جس میں ہر مکتب خیال کے لوگ شریک ہو سکیں ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد نے اس مشکل کام کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ یوں تو ہندوستان میں مختلف ادارے اردو زبان اور ادب کی خدمت کر رہے ہیں جن میں انجمن ترقی اردو، ہندوستانی اکاڈیمی، اور دارالمصنفین اعظم گڑھ وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں مگر ضرورت تھی کہ ان تمام اداروں کے مساعی کو ایک مرکز پر لانے کے لئے ایک کل ہند اردو کانگریس قائم کی جائے تاکہ ان اداروں میں ربط و اشتراک عمل پیدا ہو۔ نواب صدر اعظم بہادر نے اپنی افتتاحی تقریر میں بجا طور پر فرمایا کہ:۔

"ہمارے ملک کی ترقی کے لئے ہر شعبہ عمل میں اشتراک کی بے حد ضرورت ہے۔ اردو کانگریس کے قیام سے اردو زبان کے اساتذہ، ماہرین اور خدام کو باہمی ربط پیدا کرنے کے علاوہ اس زبان کی ترقی کے مختلف مسائل پر بحث اور غور کرنے کے لئے موقعے ملیں گے اور مجھے یقین ہے کہ اس قسم کے اشتراک اور تبادلہ خیال سے مفید نتائج برآمد ہوں گے۔ علمی اور فنی اصطلاحات کے وضع کرنے کا مسئلہ بھی ایسا ہے جو کچھ کم اہمیت نہیں رکھتا۔ علم و فن کی ترقی اور تحقیق میں ہمارا نقطہ نظر بین الاقوامی ہی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ علوم و فنون کے احیاء و ترقی میں یورپ کی زبانوں میں بھی یہی نقطہ نظر ملحوظ رکھا گیا ہے۔"

جس مستحسن مقصد کے لئے یہ کانگریس وجود میں آئی ہے اگر وہ اپنا مقصد پورا کرے تو حیدرآباد کو یہ فخر رہے گا کہ اس کانگریس کی بنیاد یہاں پڑی۔

اردو کانگریس کے ایک اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے سر تیج بہادر سپرو نے بجا طور پر فرمایا کہ اردو کسی ایک فرقہ کی زبان نہیں ہے بلکہ یہ ہندو مسلم میل ملاپ اور ہم آہنگی کی آفریدہ ہے۔ صاحب موصوف کی تقریر کے بعض حصے اس قابل ہیں کہ یہاں درج کئے جائیں:۔

"اردو زبان کی حد تک میں اس عذر کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ اردو ہندوستان کی مشترکہ زبان نہیں ہے بلکہ وہ مسلمانوں کی زبان ہے۔ سلطنت مغلیہ کے زمانہ میں جب مختلف مذاہب کے اشخاص کا میل جول ہوا تو اس کا لازمی نتیجہ تھا کہ اردو وجود میں آئے۔ قوم میں اختلافات ہوتے ہیں لیکن ادب اور تہذیب ایک ہوں تو اس سے بہت کچھ موافقت ہو جاتی ہے۔ اس کو محسوس کر کے ہمارے بزرگوں نے اردو زبان کو رواج دیا اور وہ زمانہ بہت جلد آ گیا کہ اس زبان کو پروان چڑھانے کے لئے دونوں نے مشترکہ کوشش شروع کر دی۔

آج کل ہندوستان کی تقسیم پر بہت چرچا ہے لیکن زبان اور ادب تقسیم نہیں ہو سکتے۔ اگر زبان تقسیم ہو گئی تو ہندوستان کے ماضی اور مستقبل میں کوئی فرق نہیں رہے گا بلکہ مستقبل ماضی سے بدتر ہو گا۔"

اس تقریر میں سر تیج بہادر سپرو نے ان بزرگوں کی طرف توجہ دلائی جو اردو سے لاپروائی برت کر غیر زبان استعمال کر رہے ہیں۔ ہمیں توقع ہے کہ وہ حضرات جو محض تنگ نظری کی وجہ سے اردو کے مخالف ہیں سر تیج بہادر کی اس تقریر پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے۔

کانگریس کا دوسرا اجلاس زبان کی ترقی و اشاعت کے وسائل پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت سر تیج بہادر سپرو نے کی۔ ریڈیو اور فلم کی دراز دستیوں کا انسداد کرنے کی تدابیر پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جو سات ارکان پر مشتمل ہے۔ دوسری قرارداد کے ذریعہ مطالبہ کیا گیا ہر جامعہ میں اردو کی تعلیم کا انتظام کیا جائے اور امتحان مقابلہ میں شریک ہونے والے طلبہ کو اجازت دی جائے کہ وہ اپنے جوابات اردو میں لکھیں۔ تیسری قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں اردو کو ذریعہ تعلیم قرار دیا جائے۔ ایک اور تحریک یہ منظور ہوئی کہ اردو کی مفید کتابوں کو ہندی رسم الخط میں شائع کیا جائے۔

تیسرا اجلاس پروفیسر رشید احمد صدیقی صدر شعبہ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں اصلاح زبان اور اردو مصطلحات پر غور کیا گیا اور یہ قرارداد منظور کی گئی کہ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ میں اب تک جتنی اصطلاحات وضع ہوئی ہیں ان کو جلد سے جلد شائع کیا جائے تاکہ اردو زبان کی زیادہ سے زیادہ خدمت ہو سکے۔

چوتھے اجلاس کا موضوع تاریخ ادب اردو تھا۔ اس اجلاس کی صدارت میجر شمس الدین محمد صاحب وزیر تعلیمات بہادر لیو نے فرمائی۔ اردو ادب کی تاریخ مرتب کرنے کے لئے ایک ذیلی کمیٹی منتخب کی گئی جو مولوی عبدالحق صاحب، مسٹر محمد مجیب، اور قاضی منظور حسین صاحب پر مشتمل ہے۔

پانچویں اجلاس کا موضوع بحث اردو کے ناشرین اور مصنفین تھا۔ اس کے صدر مولوی عبدالحق صاحب تھے۔ ایک قرارداد یہ منظور کی گئی کہ اردو ادب میں بڑھتے ہوئے فحش نگاری کے رجحانات کو روکا جائے۔ ایک دوسری قرارداد میں یہ مطالبہ کیا گیا مصنفین اور ناشرین کے حقوق کی حفاظت کی جائے۔

چھٹے اجلاس کی صدارت سر عبدالقادر نے فرمائی جس میں رسم خط اور ٹائپ پر بحث کی گئی۔ ایک تحریک یہ منظور کی گئی کہ تمام طباعتی امور نستعلیق ٹائپ میں انجام دئے جائیں۔ رومن رسم الخط سے متعلق ایک تحریک پیش کی گئی تھی

جو کثرت آراء سے نامنظور کر دی گئی۔

کل ہند اردو کانگریس کے سلسلہ میں کانفرنس اردو صحافت کا اجلاس مسٹر شبیہ احمد بیلوی ایڈیٹر بمبئی کرانیکل کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں مقامی اور بیرونی جرائد اور نامہ نگار شریک تھے۔ اس اجلاس میں کل ہند انجمن صحافت اردو کی تشکیل، اردو صحافت کی تعلیم کے اداروں کے قیام، ناشائستہ اور غیر مہذب اشتہارات کی اشاعت کے انسداد اور حکم نگرانی کاغذ سے متعلق حکومت ہند سے نظر ثانی کی اپیل وغیرہ سے متعلق قراردادیں منظور ہوئیں۔

کانگریس کے بعض مندوبین کو یہ غلط فہمی ہو گئی تھی کہ کل ہند اردو کانگریس انجمن ترقی اردو کے مقابلہ میں کھڑی کی گئی ہے۔ اس غلط فہمی کو رفع کرتے ہوئے معاصر "پیام" نے تحریر کیا ہے کہ:-

"کل ہند اردو کانگریس کا دستور مرتب کرتے وقت اسے ایک وفاق کی شکل دی جا چکی ہے جس میں انجمن ترقی اردو، ادارہ ادبیات اردو، دار المصنفین، انجمن ترقی پسند مصنفین اور ہو سکے تو مختلف جامعات کے نمائندے اور ان کے علاوہ اردو کے بعض بڑے بڑے ناشرین کو بھی شریک کیا جا سکتا ہے۔ اردو کانگریس کی تقریروں، مقالوں اور تحریروں سے اس غلط فہمی کا اچھی طرح ازالہ ہو جانا چاہئے کہ اردو کانگریس کسی دوسری انجمن کا کام اس سے چھین لینا چاہتی ہے۔ اردو کا میدان اتنا وسیع ہے کہ اس میں کئی انجمنیں ایک ہی وقت میں اور ایک دوسرے سے ٹکرائے بغیر اپنی اپنی جگہ کوششیں جاری رکھ سکتی ہیں۔ ابھی تک کوئی ایسا ادارہ نہیں ہے جہاں اردو کی خدمت کرنے والے یہ تمام گروہ یکجا ہو سکیں۔ کل ہند اردو کانگریس اس کمی کو پورا کر دے گی۔"

خوشی کی بات ہے کہ آنریبل مسٹر غلام محمد اور نواب علی یاور جنگ بہادر کی کوششوں سے یہ غلط فہمی رفع ہو گئی اور کانگریس کے آخری اجلاس میں جو آنریبل مسٹر غلام محمد کی صدارت میں منعقد ہوا انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ آئندہ میقات تک کے لئے مجلس انتظامی کا انتخاب عمل میں آیا اور سر تیج بہادر سپرو اردو کانگریس کے صدر منتخب ہوئے۔ ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ مجلس انتظامی میں حیدرآباد کو کافی نمائندگی نہیں دی گئی۔ توقع ہے کہ آئندہ سال اس کی تلافی کر دی جائے گی۔ ہمیں امید ہے کہ سر تیج بہادر سپرو کی رہنمائی میں یہ کانگریس اپنے مقاصد کی تکمیل کرے گی اور جیسا کہ حضرت بندگان اقدس نے اپنے پیام شاہانہ میں ارشاد فرمایا ہے "کل ہند اردو کانگریس ہندوستان کی دونوں بڑی قوموں کو اس مشترکہ زبان کی آئندہ ترقی اور ترویج سے اس طرح ذریعہ بنے گی کہ ان کو ایک دوسرے سے قریب تر اور صحیح معنوں میں ایک دل و یکزبان بنائے۔"

کانفرنس اردو صحافت کی قراردادیں

حیدرآباد ۱۰ شہریور۔ کل ہند اردو کانگریس کے سلسلہ میں یکشنبہ کو جو کانفرنس اردو صحافت منعقد ہوئی اس میں یہ قراردادیں منظور کی گئیں۔

مستقل انجمن قائم کی جائے۔

(۱) آل انڈیا اردو کانگریس کی رائے میں ضروری ہے کہ ایک آل انڈیا اردو انجمن صحافت ترتیب دی جائے جس کے اغراض و مقاصد حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اردو صحافت کے معیار کو بلند کرنا۔

۲۔ فحش اور خلاف اخلاق مضامین و اشتہارات کی اشاعت کو روکنے کی تدابیر اختیار کرنا۔

۳۔ حکومتوں کی ناجائز دست اندازی سے صحافت کے حقوق کو محفوظ کرنا۔

۴۔ اخبار نویسوں کے معاشی معیار کی حفاظت کرنا اور حاجتمند اخبار نویسوں کی مالی امداد کے لئے ایک سرمایہ فراہم کرنا۔

۵۔ ملازمت پیشہ اخبار نویسوں کی معاشی حالت کو درست کرنا۔

اس انجمن کی تشکیل کے انتظامات کرنے اور ملک کے اخبار نویسوں سے اس غرض کے لئے ربط پیدا کرنے کے لئے یہ کانگریس حسب ذیل اصحاب کی ایک عارضی مجلس مقرر کرتی ہے جو اپنا صدر اور معتمد خود منتخب کرے گی۔ یہ کمیٹی مجوزہ انجمن کا دستور اساسی مرتب کرکے کسی مرکزی مقام پر انجمن کا ایک افتتاحی اجلاس جلد سے جلد منعقد کرے گی۔ اس کمیٹی کو اختیار ہو گا کہ حسب ضرورت اپنے اراکین کی تعداد میں اضافہ کرے۔ محرک مولوی عبدالرحمن صاحب

مؤید۔ عبدالرحمن صدیقی صاحب۔

فہرست اراکین عارضی مجلس

ایڈیٹران صاحبان رہبر حیدرآباد۔ مملکت حیدرآباد۔ وقت حیدرآباد۔ پیام حیدرآباد۔ وحدت دہلی۔ زمیندار لاہور۔ انقلاب لاہور۔ جامعہ دہلی۔ اجمل بمبئی۔ خلافت بمبئی۔ ہلال بمبئی۔ پرتاپ لاہور۔ ملاپ لاہور۔ مدینہ بجنور۔ انجام دہلی۔ منادی دہلی۔ عصر جدید کلکتہ۔ جمہوریت پشاور۔ منشور دہلی۔ حقیقت لکھنؤ۔ تیج دہلی۔ قومی جنگ بمبئی اور نوائے وقت لاہور۔

فحش مضامین و اشتہارات کو روکا جائے۔

آل انڈیا اردو کانگریس کا شعبہ صحافت فحش نویسی اور عریاں نگاری اور مخرب اخلاق اشتہاروں کی اشاعت کو جرائد کی ایک خطرناک اخلاقی لغزش قرار دیتا ہے اور تمام ملک کے جرائد سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس افسوسناک بدمذاقی کا سدباب کریں۔

نیز کانگریس کا یہ شعبہ ایسے جرائد سے جو فحش نویسی اور مخرب اخلاق اشتہارات کی اشاعت سے احتراز کرتے ہیں یہ درخواست کرتا ہے کہ وہ کسی ایسے اخبار یا رسالہ سے تبادلہ نہ کریں جو فحش اشتہارات کی اشاعت اور عریاں نویسی پر اصرار کریں۔ محرک۔ مولوی حسن الدین صاحب۔ مؤید۔ رضا انصاری صاحب۔

کاغذ کے کنٹرول پر احتجاج

کل ہند اردو کانگریس کا یہ جلسہ حکومت ہند کے اس نئے حکم کو تشویش کی نگاہوں سے دیکھتا ہے جو گزشتہ ماہ جون میں کاغذ کے کنٹرول کے متعلق جاری ہوا ہے۔ اس حکم کی رو سے برطانوی ہندوستان کے ناشرین کو کاغذ کے استعمال میں دو تہائی کمی کر دینی پڑے گی۔ اس جلسے کی رائے میں حکومت ہند کو اپنے اس حکم پر نظر ثانی کرنی چاہئے کیونکہ کاغذ کا جتنا کوٹا حکومت ناشرین کو دے رہی ہے وہ برطانوی ہندوستان کی تہذیبی اور سیاسی ضروریات کے لئے ناکافی ہے اور اس سے ہندوستان کی تہذیبی زندگی کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

مجوزہ۔ علی سردار جعفری صاحب۔ مؤید۔ محمد رضا انصاری صاحب اور آل احمد سرور صاحب۔

فرانس کی قومی فوجیں

ایک خبر ملی ہے کہ فرانس کی خفیہ فوج اور چھاپہ مار دستوں نے اپنے ملک کو آزاد کرانے کے لئے باہم اتحاد کر لیا ہے۔ چنانچہ ایک خفیہ اخبار نے اپنے فوجی ضمیمہ میں "ہر ایک موقع کے بارہ میں اس کو معاہدہ کیجئے" کے عنوان سے حسب ذیل اعلان کیا ہے۔

"فرانس کی خفیہ فوج اور چھاپہ مار دستوں نے قومی اساس پر ایک معاہدہ کیا ہے جس کی رو سے وہ فرانسیسی قومی افواج کے نام سے باہم متحد ہو جائیں گے"

خفیہ فوج متحدہ مقاومت کی تحریکات سے کام لے گی اور فرانس کی منتشر کردہ فوج کے ارکان پر مشتمل ہے۔

چھاپہ مار دستے قومی محاذ کا ایک لازمی حصہ ہیں جو مختلف افواجوں کے برعکس اشتمالی جماعت کے تحت نہیں۔ اگرچہ ہم اس جماعت کا بہت احترام کرتے ہیں۔

یہ معاہدہ برادرانہ جذبہ اور باہمی اعتماد کے تحت کیا گیا ہے۔

گاندھی جی کی پیش کش اور اس کا ردِ عمل

صورتِ حال میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی

اخباری نمائندوں کے سوالات پر گاندھی جی نے جو جوابات دیے اور جو وضاحت کی اُس سے قطع نظر ہندوستان کی سیاسی صورتِ حال آج بھی وہی ہے جو چند ہفتے پہلے تھی۔ توقع کی جا رہی ہے کہ لیگ کی کونسل کے اجلاس میں جو لاہور میں منعقد ہو رہا ہے، راجگوپال اچاری کے فارمولا پر کوئی فیصلہ کن طور پر بحث کی جائے گی۔ اس پیش کش پر ملک میں جو ردِ عمل ہو رہا ہے اس کی نوعیت مختلف ہے۔

جو کانگریسی جیل سے باہر ہیں وہ گاندھی جی کی رائے کی طرف مائل ہیں اور سمجھتے ہیں کہ گاندھی جی جو کچھ کریں گے وہ ملک کے لئے بہتر ہے۔ ہندو مہاسبھا کے حلقے صاف طور پر مخالف ہیں۔ اعتدال پسند جماعت کی رائے منقسم ہے۔ وہ رہنما طبقہ اس اقدام کا خیر مقدم کر رہا ہے لیکن بعض لبرل لیڈر ہندوستان کی تقسیم کے نظریہ کو پسند نہیں کرتے۔ سکھوں کے حلقے ناخوش ہیں۔

مسلمانوں میں جو ردِ عمل ہوا اس کی دو قسمیں ہیں۔ لیگ سے باہر کے حلقوں میں اس پیش کش کا خیر مقدم کیا جا رہا ہے۔ اس سمجھوتے کے طریقۂ کار کی حد تک اکثریتی قائدین ان کی تائید کر رہے ہیں۔ نفسِ تجویز سے متعلق لیگی قائدین متفق نہیں ہیں۔ اس کی جھلک ان قراردادوں میں نظر آتی ہے جو لیگ کونسل کے اجلاس میں جو ۲۹ جولائی کو منعقد ہو رہا ہے پیش کی جا رہی ہیں۔

گفت و شنید کا امکان

مسلم لیگ کے مطالبے سے متعلق گاندھی جی کی روش میں جو تبدیلی ہوئی ہے اُس حد تک مسلم لیگ کے [illegible] خیر مقدم کی طرف مائل ہیں مگر ایسا معلوم ہوتا ہے [illegible] وہ ان تجاویز کی جانچ پڑتال [illegible] اس مطالبہ پر غور کرنے تیار ہیں۔ جانچ پڑتال کے بعد جو نقائص ظاہر ہوں گے اُن کو رفع کرنے کے لئے گفت و شنید ہو سکتی ہے۔ ایسی صورت میں جبکہ گاندھی جی نے مسٹر جناح سے براہِ راست مراسلت نہیں کی ہے یہ امر بحث طلب ہے کہ آیا گفت و شنید ہو سکے گی۔ بحیثیت مجموعی لیگ کو سر دست ان تجاویز کو نظر انداز کرنے کی فرصت نہیں ہے۔ جو رجحانات ظاہر ہوئے ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ بعض مبہم امور کی وضاحت اور تفصیلات میں ترمیم کا مطالبہ کیا جائے گا۔

راجہ جی کے فارمولا پر تو مسٹر جناح نے اور مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے کسی رکن نے پبلک طور پر ابھی رائے کا اظہار کیا ہے لیکن مسلم لیگ کے ایک سرکردہ اخبار نے تسلیم کیا ہے کہ کانگریس کی ذہنیت میں کچھ تبدیلی نظر آ رہی ہے اور اس فارمولا میں علیحدگی اور خیر سگالی کی بنا پر دو قوموں میں باعزت سمجھوتہ کے جراثیم موجود ہیں۔

اس خوشگوار ابتدائی ردِ عمل کی جگہ اب شک و شبہ کی حالت ہو گئی ہے۔ اس کی وجہ وہ خیالات ہیں جو گزشتہ ہفتہ گاندھی جی نے ظاہر کئے ہیں۔ کرپس کی تجاویز کا ذکر کرتے ہوئے گاندھی جی نے کہا کہ وہ قابلِ اعتراض ہیں کیونکہ ان میں ہندوستان کی تقریباً دائمی تقسیم کا تصور مضمر تھا اور ہندوستان کی آزادی میں یہ موثر طور پر حائل ہوتے تھے۔ لیگ کے انتہا پسند حلقوں نے اس رائے پر سخت اعتراض کیا اور اس کو اُس اسپرٹ کے منافی کہا جو راجہ جی کے فارمولا میں ظاہر کی گئی تھی۔ یہ حلقے خیال کرتے ہیں کہ جداگانہ خود مختار مملکت سے متعلق مسلم لیگ کے مطالبہ کی تائید میں جو چیز ہے وہ مسلم مفاد کے خلاف اور سمجھوتہ میں حائل ہے۔

مہاسبھا کا ردِ عمل

بہت ممکن ہے کہ تقسیم ہند سے متعلق گاندھی جی نے جو رائے ظاہر کی وہ راجہ جی کے فارمولا کے مطابق ہو کیونکہ جناب راجگوپال اچاری کی مراسلت کی اشاعت کے بعد گاندھی جی نے پبلک طور پر اس کی تائید کی۔ یہ فارمولا اب تک اپنی جگہ موجود ہے۔ اس میں کوئی ترمیم نہیں ہوئی۔ گاندھی جی چاہتے ہیں کہ نہ صرف مسلم لیگ بلکہ ملک کے دوسرے طبقے بھی اس پر غور کریں۔ وہ صرف یہ واضح کرنا چاہتے تھے کہ ان کی روش کرپس کی تجاویز کے وقت کیا تھی اور اب کیا ہے۔

اگر گاندھی جی پر مسلم لیگ کے بعض ارکان نے تنقید کی ہے تو انتہا پسند ہندوؤں نے سخت حملے کئے ہیں۔ گاندھی جی کے پیروؤں کو یہ اعتراض ہے کہ جو پیش کش مسٹر جناح کو دیا گیا ہے اور گاندھی جی کی حالیہ روش میں بڑا تضاد ہے۔ اس موضوع پر حالیہ واقعات کا مطالعہ مفید اور دلچسپ ہوگا۔

پاکستان کے مطالبہ کو پہلی مرتبہ سرکاری طور پر ۱۹۴۰ء میں لیگ کے اجلاس لاہور میں ایک قرارداد میں جگہ دی گئی تھی۔ اس وقت بنیادی اصول کی اس طرح وضاحت کی گئی تھی، جغرافی اعتبار سے متصل وحدتیں اس طرح نشان زد کی جائیں اور یہ علاقے اس طرح تشکیل دئے جائیں کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی عددی اکثریت ہے جیسے شمال مغربی اور مشرقی منطقوں میں ایسی آزاد مملکتیں وجود میں لائی جائیں جن میں ہر وحدت خود مختار ہو۔

کرپس کی تجاویز کی رو سے برطانوی ہند کے کسی صوبہ کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ اگر وہ جدید دستور کو قبول کرنے تیار نہیں تو وہ اپنا موجودہ دستوری پوزیشن برقرار رکھ سکتا ہے۔ اور ایسے صوبے کو وہی حیثیت دی جائے گی جو مجوزہ ہندوستانی یونین کو حاصل ہوگی۔

موجودہ صورتِ حال

کانگریس کا نقطۂ نظر جو قرارداد اپریل ۱۹۴۲ء میں ظاہر کیا گیا تھا یہ تھا کہ ہندوستان کی وحدت میں انتشار ہندوستان کے لئے مضرت رساں ہوگا۔ تاہم کانگریس یہ نہیں کر سکتی کہ کسی علاقہ و لائی وحدت کے باشندوں کو ان کی مرضی کے خلاف ہندوستانی یونین میں رہنے پر مجبور کرے۔

اس کے بعد اگست ۱۹۴۲ء میں مسلم لیگ نے کسی جماعت کے ساتھ مساوات کی بنیاد پر اشتراکِ عمل کرنے اور ایک عارضی حکومت تشکیل دینے کا اعلان کیا بشرطیکہ غیر مبہم الفاظ میں یہ ضمانت دی جائے کہ مسلمانوں کو حقِ خود ارادیت حاصل رہے گا اور مسلمانوں کے استصوابِ رائے کے فیصلہ کی پابندی کی جائے گی اور پاکستان کی اسکیم کو روبہ عمل لایا جائے گا۔

گاندھی جی کے حالیہ پیش کش میں بتایا گیا ہے کہ جنگ کے اختتام پر شمال مغربی اور مشرقی ہندوستان میں متصل اضلاع کی جہاں مسلمانوں کی قطعی اکثریت ہے سرحدوں کا تعین کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا جائے۔ ان علاقوں کی اس طرح حد بندی کی جائے کہ ان میں بالغ رائے دہی کی رائے یا رائے دہندگی کے کسی دوسرے قابلِ عمل طریقہ پر تمام باشندوں کے عام ووٹ سے ان علاقوں کی ہندوستان سے علیحدگی کا مسئلہ طے کیا جائے۔ اگر اکثریت ہندوستان سے الگ ایک خود مختار مملکت قائم کرنے کے حق میں فیصلہ کرے تو اس فیصلہ پر اس طرح عمل کیا جائے کہ سرحد کے اضلاع کے اس حق پر اثر نہ پڑے کہ وہ دونوں میں سے کسی مملکت میں چاہیں شریک ہو جائیں۔

اصولی اعتبار سے حالیہ پیش کش میں مسلم لیگ کے مطالبات پر غور کرنے کی زیادہ آمادگی نظر آتی ہے۔ تفصیلات کی حد تک اس میں وہ چیز نہیں ہے جو لیگ چاہتی ہے۔ کرپس کی تجاویز میں صوبہ واری خود ارادیت کا اصول تسلیم کیا گیا تھا۔ گاندھی جی راجہ جی اسکیم میں ضلع واری استصوابِ عامہ کا اصول مضمر ہے۔ مسلم لیگ مسلمانوں کا استصوابِ عامہ چاہتی ہے مگر گاندھی جی کی اسکیم میں ضلع کے تمام باشندوں سے استصوابِ عامہ کا اصول رکھا گیا ہے۔ بہر حال یہ ایسی تفصیلات ہیں جن کا تصفیہ ہو سکتا ہے اگر لیگ اس پیش کش کے اصول پر غور کرنے تیار ہو جائے۔

راجہ جی کی تجاویز

اور مسلم اخبارات اور رہنماؤں کے تاثرات

مسٹر راجگوپال اچاری نے گاندھی جی کی تائید اور مرضی سے کانگریس لیگ سمجھوتہ کے لئے قائد اعظم کی خدمت میں جو فارمولا پیش کیا تھا اس پر اردو اخباروں میں کافی بحث ہو چکی ہے۔ جزیات میں اختلاف رائے کے باوجود مسلم پریس حقیقۃً طور پر تسلیم کرتا ہے کہ حق خود ارادیت کا یہ فارمولا ہندو مسلم اتحاد اور سیاسی سمجھوتہ کی طرف بہت بڑا قدم ہے اور موجودہ گفت و شنید کی بنیاد بن سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام محب وطن حلقے اس فارمولا کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ مخالفت کا شور صرف مہا سبھائی حلقوں سے بلند ہوا ہے۔

لیگی پریس

لیگی اخباروں کا پہلا رد عمل یہ تھا کہ گو گاندھی جی نے مسلمانوں کے مطالبات کو ماننے میں بڑی تاخیر کی کوئی ہرج نہیں۔ یہ فارمولا جو پاکستان کے مطالبہ سے بہت قریب ہے گفت و شنید کی بنیاد بن سکتا ہے۔ معاصر "وقت" لاہور نے لکھا کہ "ہماری رائے میں یہ فارمولا مزید گفتگو کے لئے بہت اچھی بنیاد تھی۔" گاندھی جی اس فارمولا میں تقسیم ہند اور پاکستان کے اصول کو ہی تسلیم نہیں کرتے بلکہ اپنے جیتے جی پاکستان کے قیام کے لئے بھی آمادہ ہیں۔ معاصر "زمیندار" نے بھی امید کی تھی کہ اس کے تحت لکھا گیا کہ مسٹر راجگوپال اچاری نے گاندھی جی کی منظوری سے جو شرائط صلح مرتب کی ہیں وہ مستقل اتحاد کی طرف رہنمائی کر سکتی ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی ان شرطوں پر شرح صدر سے غور کرے گی۔

بمبئی سے معاصر "انقلاب" نے لکھا کہ "گاندھی جی بعد از خرابی بسیار پاکستان کا اصول تسلیم کرنے پر تیار ہو گئے ہیں۔ مگر ہمیں بہت افسوس ہے کہ نہایت معمولی بات پر "یہ ہم مسئلہ پھر تعویق میں پڑ گیا" بنا بنایا معاملہ پھر بگڑ گیا۔ سلجھی ہوئی بات پھر الجھ گئی۔ یہ فارمولا متعدد وجوہات سے ترمیم کا محتاج تھا۔ مسلم نقطۂ نظر سے اس میں کئی خامیاں تھیں۔ اگر مسٹر جناح کرتے کہ اپنی مجوزہ ترمیموں کے ساتھ اسے راجہ جی کے پاس واپس بھیجتے۔ اگر گاندھی جی ان ترمیموں کو قبول کر لیتے تو مسلم لیگ کونسل سے اسے منظور کرا لیا جاتا اور اگر گاندھی جی انہیں ماننے سے انکار کر دیتے تو وہ ساری خط و کتابت مع فارمولے کے شائع کر دیتے ...... لیکن اس وقت جس طرح سے یہ معاملہ ختم ہوا ہے ہمیں اندیشہ ہے کہ مسلم لیگ کے مخالفین کے ہاتھ مضبوط ہوں گے۔"

دہلی سے مسلم لیگ کے روزنامہ اخبار "ڈان"

(انگریزی) نے راجہ جی کی ان تجاویز پر کئی اڈیٹوریل مقالے شائع کئے۔ معاصر "ڈان" کا خیال ہے کہ "گاندھی راجہ جی فارمولا میں ایسے نکتے موجود ہیں جو اس قابل ہیں کہ ان پر غور کیا جائے۔" "ڈان" کو شکایت ہے کہ راجہ جی نے اپنے فارمولا میں کمل اکثریت کی اصطلاح مبہم چھوڑ دی ہے۔ معاصر "ڈان" کو مسلم اکثریت کے اضلاع میں عام رائے دہندگی کے اصول سے بھی اتفاق نہیں۔ لیکن ان اختلافات کے باوجود معاصر "ڈان" نے اس بات پر بار بار زور دیا ہے کہ مسٹر جناح نے راجہ جی کی ان تجویزوں پر غور کرنے سے ہرگز انکار نہیں کیا۔

معاصر "خلافت" کی رائے میں اس فارمولا کا سب سے اہم اور روشن ترین پہلو یہ ہے کہ گاندھی جی نے پاکستان کا اصول تسلیم کر لیا ہے۔ لہذا یہ فارمولا اس بات کا مظہر ضرور ہے کہ کانگریس قدم آگے بڑھانے کو تیار ہے اور ہمیں امید ہے کہ اس کی تفصیلات میں ذرا سی تبدیلی ہو جائے تو وہ مسلمانوں کے لئے قابل قبول ہو سکتا ہے۔ کلکتہ کے مسلم لیگی اخبار "روزانہ آزاد" نے بھی اس فارمولا کا خیر مقدم کیا ہے۔ معاصر موصوف نے خوشی ظاہر کی ہے کہ اس فارمولا نے ہندو مسلم سمجھوتے کی وہ بنیاد فراہم کر دی جو اب تک کہیں نظر نہیں آتی تھی۔

لیکن راجہ جی اور مسٹر جناح کی گفت و شنید کا سلسلہ جس طرح یکایک ٹوٹ گیا اس کو تقریباً سبھی مسلم لیگی اخبارات کو ملال اور شکایت ہے۔ خصوصاً اس کے بعد ہندو قوم پرست اخباروں نے جس طرح مسٹر جناح پر غلط اعتراضات اور نامناسب حملوں کی بوچھاڑ شروع کی۔ اس سے مسلم لیگی اخبارات کی تلخی اور بھی بڑھ گئی۔

دہلی سے ایک مسلم لیگی اخبار معاصر "انجام" نے لکھا کہ "اس کی پیشی اور واپسی کی نسبت مسٹر راجگوپال اچاری نے جو طرز عمل اختیار کیا ہے وہ یقیناً نہایت حیران کن ہے اور کم سے کم ایک حد تک افسوس ناک بھی۔" معاصر "خلافت" نے سوال کیا ہے کہ "دو مساوی الحیثیت جماعتوں میں مفاہمت کا طریقہ یہی ہو سکتا ہے اور کیا جمہوریت اور اصول پرستی اسی کا نام ہے؟ بلکہ یہ کہا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا کہ کیا انسانیت اسی کو کہتے ہیں؟" معاصر "زمیندار" کی رائے میں کیا ہی اچھا ہو ..... اگر گاندھی جی راجہ جی کی چلمن سے جھانکنے کی کوشش نہ کریں بلکہ اپنا شرائط نامہ بلا وسیلہ و واسطہ خود قائد اعظم کی خدمت میں ارسال کر دیں۔

معاصر "ڈان" نے ایک دوسرے اڈیٹوریل میں لکھا ہے کہ یہ کسی قدر نامناسب بات ہے کہ مسٹر جناح کو اپنے رفیقوں سے مشورہ کرنے کا موقع بھی نہ دیا جائے۔ سمجھوتے کی یہ تجویز کرنے کے اعلان سے مطلق ظاہر ہے۔ نہ تو کونسل اور کمیٹی میں مسودہ پیش کیا گیا۔ اس طرح کسی ترمیم کی گنجائش نہیں رہنے دی گئی۔ معاصر موصوف کا خیال ہے کہ یہ مباحثہ کا یہ طریقہ نہیں بلکہ اسے گفت و شنید کا نام دینا ہی غلط ہے۔

کلکتہ کے مسلم لیگی اخبار روزانہ "مارننگ نیوز" (انگریزی) کی رائے میں یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ گاندھی جی اب جیل سے باہر آ جانے پر اپنی تجویز براہ راست مسٹر جناح کے سامنے پیش نہیں کی۔

معاصر "ڈان" (دہلی)، "زمیندار"، "احسان" (لاہور) اور "خلافت" بمبئی کا مطالبہ ہے کہ گاندھی جی کو براہ راست قائد اعظم سے گفتگو شروع کرنی چاہیے۔

مسٹر حسین امام ممبر کونسل آف اسٹیٹ اور رکن آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ کانگریسی رہنماؤں نے مسلم لیگ سے سمجھوتہ کرنے کے لئے جو طریقہ اور راستہ اختیار کیا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ بہتر یہ ہے کہ گاندھی جی براہ راست خود مسٹر جناح سے گفتگو کر کے تمام مسائل کو طے کر لیں۔

مسٹر ظہیر حسن لاری رکن آل انڈیا مسلم لیگ کونسل اس سے ایک قدم آگے ہیں۔ موصوف نے لیگ کونسل کے آنے والے اجلاس میں ایک تجویز پیش کرنے کا اعلان کیا ہے۔ موصوف کا خیال ہے کہ وہ ترمیموں کے ساتھ راجہ جی کے فارمولا کو قبول کر لینا چاہیے اور اس کی بنیاد پر مسلم لیگ کو مزید گفتگو شروع کر دینی چاہیے اور اگر مسلم اضلاع کی حد بندی کے مسئلے پر کمیشن کسی متفقہ فیصلے پر نہ پہنچ سکے تو ایک صوبہ سرحد، بلوچستان اور صوبہ شمال مغربی سرحد اور صوبہ بنگال کی موجودہ حد بندی کی بنیاد پر عام رائے لی جائے۔

مسلم قوم پرور حلقوں کی رائے

مسلم قوم پرور اخبارات نے عام طور پر گاندھی جی کی تجویز کا خیر مقدم کیا ہے۔ لیکن اس موقع پر بھی بعض اخبارات مسٹر جناح اور مسلم لیگ پر نامناسب حملے کرنے سے باز نہیں آئے۔

معاصر "انصاری" (دہلی) کو مسٹر جناح کا رویہ عجیب معلوم ہوا۔ معاصر موصوف لکھتا ہے کہ "اس قدر معقول اور واضح تجویز کو منظور کر کے اپنی مجلس میں پیش کرنے سے وہی لیڈر انکار کر سکتا ہے جو ہندوستان کی آزادی کے بجائے برطانیہ کے زیر سایہ پاکستان بنانے کی فکر میں لگا ہوا ہو۔"

لیکن بمبئی کے ایک کٹر قوم پرور اخبار معاصر "ہلال" نے "انصاری" کی اس رائے سے اختلاف کیا ہے۔ "ہلال" کی رائے میں "مسٹر جناح کا یہ قول کہ بغیر ان تجاویز کے تسلیم کرنے یا رد کرنے کا حق لیگ کی مجلس عاملہ کو ہے خود مسٹر جناح کو ان کی منظوری یا نامنظوری کا کوئی حق نہیں۔ راجہ جی کو چاہیے تھا کہ وہ مسٹر جناح کو اس کا موقع مزید دیتے کہ وہ مذکورہ فارمولے کو

بقیہ سلسلہ صفحہ ۹

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

شمالِ ہند کے کسی مشہور نجومی نے پیشین گوئی کی تھی کہ سورج گرہن کے روز انقلاب انگیز واقعات ظہور پذیر ہوں گے۔ چنانچہ :-

ڈچوں نے استعفا دیدیا۔ ہٹلر قاتلانہ حملے سے بال بال بچ گیا۔ اور جرمنی میں نازیوں کے خلاف بغاوت کی ابتدا ہوئی۔ گاندھی جی نے ایک اور بیان دیا مگر مسٹر جناح پر گرہن کا کوئی اثر نہ ہوا اور وہ سری نگر کی خوشگوار وادیوں میں پرسکون زندگی بسر کر رہے ہیں حالانکہ ڈاکٹر سید عبد اللطیف نے ثابت فرمادیا ہے کہ راجہ جی کے "فارمولا" میں منافقت کے جراثیم بھرے پڑے ہیں۔

نجومی بھی کتنے ہوشیار ہوتے ہیں!

اتحادیوں کی فتح کی ساعت قریب تر ہوتی جارہی ہے۔
(ایک اخباری سرخی)

اور ہندوستان کی آزادی ؟

بمبئی کرانیکل کے کالموں میں آج کل یہ بحث چھڑی ہوئی ہے کہ عورتوں کو ریل کے مردانہ ڈبوں میں بیٹھنے کا کیا حق ہے!۔

خواتین کا یہ جواب ہے کہ زنانہ ڈبے مردانہ سے بہرطور بہتر ہیں ان کا یہ بھی خیال ہے کہ اب اس تفریق کی ضرورت نہیں کیونکہ عورتوں کو اب مردوں کا خوف باقی نہیں رہا۔

اگر عورتیں مسافروں کی حیثیت سے مردوں کے ساتھ بیٹھیں تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن اگر وہ گارڈ اور انجن ڈرائیور بھی بن جائیں تو سفر دلچسپ ضرور ہوگا البتہ ریل منزل تک پہنچ نہ سکے گی۔

اخبارات کی اطلاع ہے کہ:-

برطانوی ہند کے ایک صوبے کے کسی اعلیٰ افسر پر یہ کھلا الزام لگایا گیا ہے کہ اس نے ایک بڑی رقم بطور رشوت حاصل کی۔ ظرافت یہ کہ اس خبر کو اخباروں میں تک شائع کیا گیا۔

بھلا یہ بھی کوئی قابلِ ذکر واقعہ ہے جناب! ہم تو ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر کوئی توجہ نہیں کرتے چہ جائیکہ اخباروں کے کالموں میں ان کو جگہ دی جائے۔

دشمن ایک دوسرے پر گولی چلا رہے ہیں۔
(مسٹر چرچل کا بیان)

چلو چھٹی ہوئی۔ دوسرے محاذ کی فوج کو اب واپس بلا لیا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر مونجے اور ساورکر کا خیال ہے کہ راجگوپال اچاری نے ہندو قوم کی لٹیا ڈبو دی۔

اس آہ و بکا کے باوجود مسٹر جناح ٹس سے مس نہ ہوئے کیونکہ مسٹر جناح مہاسبھائی لیڈروں کی نبض خوب پہچانتے ہیں اگرچہ وہ اپنے نام کے ساتھ ڈاکٹر نہیں لکھتے۔

دنیا کی سب سے پہلی بین الاقوامی بنک کا قیام۔
(اخباری سرخی)

مگر وہ اقوام کے گلے میں ایک اور پھندا۔
بچارے شکم جیتی !!

منظورہ قراردادوں میں سے ایک کے ذریعہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے اس امر کا مطالبہ کیا گیا ہے کہ اس کا ذریعہ تعلیم اردو رکھا جائے۔ اس قرارداد کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ہندوستان کے مسلمان طلبہ اور طالبات کے لئے جن کی مادری زبان اردو سمجھی جاتی ہے ایک مشترکہ تعلیمی ادارہ ہے۔ (رشید دکن)

"اردو میری مادری زبان ہے۔"
(سر تیج بہادر سپرو)

معاصر "رشید دکن" یہ بتانا چاہتا ہے کہ اردو مسلمانوں کی مادری زبان ہے اور سر تیج بہادر سپرو فرماتے ہیں کہ اردو اُن کی مادری زبان ہے کیا معاصر موصوف ہمیں یہ بھی بتائے گا کہ سر تیج بہادر ہندو ہیں یا مسلمان۔

کل ہند اردو کانفرنس میں ایک قرارداد یہ بھی منظور ہوئی کہ:-

"یہ کانفرنس مطالبہ کرتی ہے کہ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ میں اب تک جتنی اصطلاحات وضع ہوئی ہیں ان کو جلد سے جلد شائع کردیا جائے تاکہ اردو زبان کی زیادہ خدمت ہوسکے۔"

ہمارا مشورہ یہ ہے کہ ان اصطلاحات کا مجموعہ انجمن ترقی اردو کی جانب سے شائع کیا جائے اور طباعت کے مصارف جامعہ عثمانیہ برداشت کرے۔

ایک مراسلہ نگار لکھتے ہیں کہ:-

"نام پلی ریلوے اسٹیشن کی گھڑیال جو برقی قوت سے چلتی ہے کئی روز سے بند ہے جس کی وجہ سے مسافروں کو بڑی تکلیف ہو رہی ہے۔"

بات یہ ہے کہ مساعیِ جنگ کو کامیاب بنانے کے لئے محکمہ ریلوے برقی قوت کم استعمال کرنے کے اعلان پر کاربند ہے۔ مراسلہ نگار صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ کم سفر کرو کے اعلان پر عمل کرنے کے بجائے سفر بھی کرتے ہیں اور ریلوے پر اعتراض بھی۔ قواعد ممانعت کی خلاف ورزی کی ہے۔

"ہندوستان میں وکلا ہی کے مساعی سے ایک عام سیاسی شعور پیدا ہوا ہے۔ خود حیدرآباد کی سیاسی زندگی بڑی حد تک وکالت پیشہ حضرات کی رہنمائی کی رہینِ منت ہے۔"
(صبح دکن)

اسی لئے تو اکبر الہ آبادی نے کہا تھا:-

پپیہا پکارا کہ گئے پی کہاں
گئے وہ پلیڈر سے لیڈر ہوئے

سجاد ظہیر کا طویل خطبہ صدارت سننے کے بعد ہمارے ایک دوست کہنے لگے:-

"اب تک یہ سمجھ میں نہ آسکا کہ ترقی پسند ادیب کس کو کہتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مغربی معاشرت اور مغربی تحریکات کا حامی بھی ترقی پسند ہے اور ان کا مخالف بھی ترقی پسند، مذہب سے جو بیزار ہے وہ بھی ترقی پسند اور مذہب کا علمبردار بھی ترقی پسند، اکھنڈ ہندوستان کا حامی بھی ترقی پسند اور پاکستان کا طالب بھی ترقی پسند، آخر یہ ماجرا کیا ہے!"

ہم نے کہا کہ ترقی پسند ادیب وہ ہے جو ترقی پسند مصنفین کی انجمن کا رکن ہو چاہے اس کا مسلک کچھ ہی ہو۔

کل ہند اُردو کانگریس

پیام شاہانہ

میری قلمرو میں بھی مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں جو مجھ کو اپنی رعایا کی طرح یکساں عزیز ہیں۔ اُردو بھی ان ہی ملکی زبانوں میں سے ہے۔ پہلے یہاں کے دفاتر کی زبان فارسی تھی لیکن نصف صدی سے زیادہ عرصہ ہوا کہ اُردو نے اس کی جگہ لی اور اب وہ اس ریاست کی سرکاری زبان ہے۔ اس کے علاوہ وہ ہندوستان کے بعض صوبوں اور ریاستوں میں بولی اور اکثر دوسرے حصوں میں سمجھی جاتی ہے اس طرح اس کا شمار ملک کی اُن زبانوں میں ہے جو کسی خاص فرقہ کی زبان نہیں۔ چنانچہ اس کی بنیاد ہندوستان کے دو بڑے فرقوں کے میل جول نے ڈالی۔ ان ہی وجوہ کی بنا پر میں نے جامعہ عثمانیہ کی بنیاد ڈالتے وقت انگریزی کے بجائے اردو زبان کو اوس کا ذریعہ تعلیم قرار دیا۔

مجھے یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ ایک کل ہند اردو کانگریس قائم کی گئی ہے جس میں ہندو اور مسلمان اصحاب دونوں شریک ہیں اور جس کے آئندہ اجلاسوں کی تنظیم میں نہ صرف حیدرآباد بلکہ سارے ہندوستان کے وہ اکابر جو اُردو یا ہندوستانی سے زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں یا اس کی خدمت کرتے ہیں ہاتھ بٹانے کے لئے تیار ہیں۔ میں توقع کرتا ہوں بلکہ مجھے یقین ہے کہ ارباب کانگریس اس اجلاس اور اس کے آئندہ اجلاسوں کو فرقہ واریت سے ہر طرح دور رکھیں گے چنانچہ میرے ملکی روایات بھی یہی ہیں اور میرا اور میری حکومت کا یہ شعار رہا ہے کہ مختلف اقوام و مذاہب کے ساتھ ہمیشہ رواداری کا برتاؤ کیا جائے۔

مجھے امید ہے کہ کل ہند اُردو کانگریس ہندوستان کی دونوں بڑی قوموں کی اس مشترک زبان کی آئندہ ترقی اور توسیع کا اس طرح ذریعہ بنے گی کہ اون کو ایک دوسرے سے قریب تر اور صحیح معنوں میں ایک دل و یک زبان بنا دے۔ خدا آپ کی ان ساری کوششوں کو بار آور کرے۔"

حیدرآباد کی مساعی جنگ

بقیہ سلسلہ صفحہ (اوّل)

موجود ہے۔

۱۷ - چند دیگر تنظیموں کا تذکرہ بھی مناسب ہوگا۔ کیویلری اور انفنٹری بریگیڈز سے تمام گارڈ فارمیشن پوزیشن علحدہ کر لی گئی ہیں۔ اور ان سے ایک باڈی گارڈ بریگیڈ بنایا گیا ہے تاکہ اول الذکر بریگیڈ اس طرح سبکدوش ہو کر جنگ اور اندرونی محافظت کی ٹریننگ کی طرف اپنی توجہ مرکوز کر سکیں۔

ریگولر افواج باقاعدہ کی توسیع اور تنظیم جدید کی ایک اسکیم زیر منظوری ہے اور ستمبر ۱۹۴۳ء میں جو ایک کنٹونمنٹ قائم ہوا تھا اس کے بجائے ایک مرکزی ٹریننگ سنٹر بنایا گیا ہے۔ یہ ادارہ اب تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔

۱۸ - افواج باقاعدہ کو جو ٹریننگ دی جا رہی ہے وہ جدید طرز کی اور حالیہ ترقی یافتہ معیار کے مطابق ہوتی ہے۔ برطانی ہند میں جو مدارس اور تربیت کے کورس کا انتظام ہے اس سے ہم پورا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ کئی اشخاص ایسے بھی ہیں جو مختلف ٹیکنیکل مضامین کے کورس میں شریک رہے ہیں۔ آفیسروں کے انتخاب اور ٹریننگ پر خاص توجہ کی جاتی ہے۔ خواہشمند امیدواروں کو ایک اجنٹ انٹرویو اینڈ ریکارڈ بورڈ جانچتا ہے۔ جو امیدوار قبول کر لئے جاتے ہیں وہ سلکشن بورڈ میں امتحان کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ اسی قسم کا انتخاب اور خاص ٹریننگ کا طریقہ سب کمینڈ افسروں کے لئے بھی رائج کیا گیا ہے۔

۱۹ - ہم نے بیارکس کے چار سٹ تعمیر کئے ہیں جو مکمل ہو چکے ہیں۔ سنٹرل ملٹری ہاسپٹل سے اضافہ شدہ ۱۹۴۲ء تک میری نس شہزادی برار کے ہاتھوں ہوا تھا جدید طرز کی نفیس عمارت ہے جس میں دیگر تمام ضروریات کے ساتھ فیملی ہاسپٹل کی ضرورت پوری کی گئی ہے۔

۲۰ - ان مساعی کا بھی ذکر مناسب ہوگا جو جمعیت ہائے نظم اور پائیگاہ کی جدید تنظیم کے سلسلہ میں کی جا رہی ہیں۔ اس تنظیم کو اس غرض سے شروع کیا گیا ہے کہ یہ جمعیتیں اندرونی محافظت کے فرائض انجام دینے کے قابل ہوں۔ مجوزہ تنظیم جمعیتوں میں ترقی کا باعث ہوگی۔

۲۱ - آخر میں مساعی جنگ کے سلسلہ میں ان امداد کا تذکرہ بھی ضروری ہے جن کی طرف توجہ کی جا رہی ہے۔ فتح نگر میں فوجی خاندانوں کی آبادی کے لئے ایک اسکیم کا آغاز ہوا ہے۔ اور بہت جلد چند خاندان وہاں مقیم اور آباد ہو جائیں گے۔ دو سال سے ایک سنٹرل سولجرس بورڈ مرکز

۲۲ — سولجرس بورڈ کے ساتھ جو ریاست کے اکثر اضلاع میں قائم ہیں کام انجام دے رہا ہے۔ حال ہی میں حیدرآباد سولجرس ریلیف اسوسی ایشن قائم ہوا ہے تاکہ برسر ملازمت اشخاص نیز وظیفہ یاب فوجیوں کو جو شکایت ہوں ان کے دور کرنے میں مدد دی جائے۔ اور یک جہتی اور خلوص کی روح پیدا ہو۔

کام کرنے والے فوجیوں کی بہترین تربیت اور انہیں جنگ کے بعد کے حالات کے لئے تیار کرنے کی نسبت تمام یونٹوں میں تعلیمی ٹریننگ کا آغاز ہو گیا ہے۔ مختلف فوجی دواخانوں کے فرائض میں بہبودی اطفال بھی شامل ہے اور ہر بڑے فوجی مرکز میں علحدہ علحدہ مرکز بہبودی اطفال کے قیام کی اسکیم کا آغاز ہوا ہے۔ ان میں کا ایک مرکز قائم ہو چکا ہے۔ جہاں ماہر ڈاکٹری معائنہ کی سہولت ہے تاکہ بہترین نگرانی ہو سکے۔

۲۳ — اب جب کہ اتحادیوں کی جنگ میں فتح کی امید ہے اور فتح جنگ کا مرحلہ آ رہا ہے۔ اس لئے آخر میں صرف یہ کہوں گا کہ ”یاد رہنا چاہئے کہ ہماری ساعی جنگ میں کسی قسم کی کمی نہ ہوگی جب تک کہ مکمل فتح حاصل نہ ہو۔“

"جامعہ عثمانیہ میں اپنی زبان میں تعلیم دینے کی تحریک کو میں بہت پسند کرتا ہوں"

اردو ہمارا مشترکہ ورثہ ہے

کل ہند اردو کانگریس میں سر تیج بہادر سپرو کی تقریر

کل ہند اردو کانگریس کے دوسرے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے سر تیج بہادر سپرو نے حسب ذیل تقریر فرمائی:

اردو زبان کی حد تک میں اس دعویٰ کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ اردو ہندوستان کی مشترکہ زبان نہیں ہے۔ سلطنت مغلیہ کے زمانہ میں جب مختلف مذاہب کے اشخاص کا میل جول ہوا تو اس کا لازمی نتیجہ تھا کہ اردو جنم لے۔ قوم میں اختلافات ہوتے ہیں لیکن ادب اور تہذیب ایک ہوں تو ان سے بہت کچھ موافقت ہو جاتی ہے اس کو محسوس کرکے ہمارے بزرگوں نے اردو زبان کو رواج دیا اور وہ زبان بہت جلد ملک کی زبان بن گئی۔ اس زبان کو پروان چڑھانے کے لئے ہندو اور مسلمان دونوں نے مشترکہ کوشش شروع کردی۔"

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے صدر محترم نے فرمایا جب میں تعلیم پاتا تھا تو میرے ذہن میں کبھی یہ بات نہ آئی کہ میں ایک غیر قوم کی زبان پڑھ رہا ہوں۔ یہی میرا یہ دعویٰ ہے کہ اردو کسی خاص قوم کی زبان نہیں ہے اور یہ ممکن ہے کہ ملک کے کسی خاص حصہ میں اردو میں فارسی اور کسی حصہ میں ہندی کے زیادہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہوں لیکن اگر اوسط نکالا جائے تو دونوں کے قریب قریب برابر الفاظ نکلیں گے اگر دونوں قومیں ایک ملک میں رہنا چاہتی ہوں تو انہیں اردو کو اپنی مشترکہ زبان بنانا چاہئے اردو کے لئے "ہندوستانی" کا نام بہت پرانا اور گروہ ہے۔ میں اردو کو سمجھ سکتا ہوں اور ہندی کو بھی لیکن اس "ہندوستانی" کو نہیں سمجھ سکتا۔ یہ غلط ہے کہ ہندی سے ان الفاظ کو نکال دیا جائے جو اس میں جذب ہو چکے ہیں۔ اگر ایسا ہوا تو اردو میں ہندی کا ایک لفظ نہیں آنے دوں گا۔ ایسے لوگ اردو کی خدمت نہیں کرتے بلکہ اس سے بد سلوک کرتے ہیں۔ اردو کے دشمن وہ ہیں جو بیجا اور بے معنی مشکل الفاظ کو اردو میں داخل کرتے ہیں اور عربی الفاظ کو بلا وجہ خارج کرنا چاہتے ہیں۔"

شہری اور دیہاتی زبان کے فرق کو بتاتے ہوئے صدر موصوف نے فرمایا کہ شہروں اور دیہات کے الفاظ میں فرق ہوتا ہے۔ معمولی لوگ عربی اور فارسی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں لیکن یہ محسوس نہیں کرتے کہ کسی غیر زبان کے الفاظ بول رہے ہیں۔ یہ الفاظ اس حد تک گھل مل گئے ہیں کہ کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا۔ اس سلسلہ میں ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ اپنے مالی سے اپنے لڑکے کی صحت کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے بلا تکلف جواب دیا "سرکار، اب تو تفاوت ہے" مجھ کو حیرت ہوئی کہ اس نے یہ لفظ کہاں سے سیکھ لیا گو یہ لفظ عربی ہے لیکن اس سے پوچھا جائے تو وہ بھی کہے گا کہ یہ ایک ہندی لفظ ہے۔ غرض اردو سے مروجہ عربی اور فارسی الفاظ کو خارج کرنا قطعی غیر ممکن ہے۔" (پرزور تالیاں)

اس کے بعد آپ نے فرمایا "آپ کو دو باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ آپ کتابوں کو لکھتے ہیں عربی اور فارسی کے الفاظ حسب ضرورت استعمال کر سکتے ہیں لیکن عوام کے لئے ایسے الفاظ استعمال کریں جو ان کی طبیعت پر گراں نہ ہوں اور جن کو وہ سمجھ سکیں۔ آجکل ادق الفاظ استعمال کرنے کا رواج ہو گیا ہے گویا آدمی کی قابلیت یہی ہے کہ وہ ان الفاظ کو خود ہی سمجھے اس لئے اس بات کی حتی الامکان کوشش کرنی چاہئے کہ ادق الفاظ کے بجائے عام فہم الفاظ استعمال کئے جائیں۔"

اردو کے لئے ڈاکٹر عبدالحق کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا "ڈاکٹر عبدالحق نے اردو کی وہ خدمت کی ہے جو کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔ آپ نے انجمن ترقی اردو کے ذریعہ اردو کو ہر صوبہ ہر ضلع اور ہر قصبہ میں رواج دینے کی کوشش کی۔ میرا آپ کا ساتھ سالہا سال سے رہا ہے۔ آپ انجمن ترقی اردو کی روح رواں ہیں۔ اردو کی نشو و اشاعت کے لئے آپ کی مساعی جمیلہ اور گراں قدر خدمات کبھی نہیں بھلائی جا سکتیں۔ اردو کی مزید اشاعت ضروری ہے تاکہ یہ خیال جاتا رہے کہ اردو ہماری مشترکہ زبان نہیں ہے۔ آجکل ہندوستان کی تقسیم کا مسئلہ چھڑا ہوا ہے لیکن زبان اور ادب تقسیم نہیں ہو سکتے۔ اگر زبان تقسیم ہو گئی تو ہندوستان کے ماضی اور مستقبل میں کوئی فرق نہ رہے گا بلکہ مستقبل ماضی سے بدتر ہو گا۔"

انگریزی کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا "اگر آپ امید کرتے ہیں کہ ایک غیر زبان ہندو اور مسلمانوں کو ایک کر سکتی ہے تو یہ قطعی غلط ہے۔ اگر غیر زبان کا استعمال کرنا کسی مقام پر ناگزیر ہو تو میرے خیال میں ہم کو جاپان سے سبق لینا چاہئے۔"

اس سلسلہ میں آپ نے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ جاپانی ڈاکٹر اپنے نسخوں میں انگریزی ادویات کے نام جاپانی الفاظ میں لکھتے ہیں۔

آپ نے مزید فرمایا "میرے خیال میں اس سے بڑھ کر کوئی شرم نہیں ہے کہ ہم غیر زبان میں تعلیم دے سکتے ہیں اور بول سکتے ہیں لیکن اپنی زبان میں تعلیم نہیں دے سکتے (پرزور تالیاں) اگر ایک ہندو لڑکی جرمن زبان پڑھ سکتی ہے تو اردو پڑھنا اس کے لئے کس طرح مشکل ہو سکتا ہے۔ اس وقت اختلافات کی بنا پر اردو سے لاپرواہی برتی جا رہی ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جس زبان میں ہمارے بزرگ ڈیڑھ سو برس پہلے لکھتے پڑھتے اور بولتے تھے آج اس سے لاپرواہی برت کر اس قیمتی مشترکہ ورثہ کو کس طرح ٹھکرایا جا سکتا ہے۔ اس مسئلہ میں کوئی فرقہ وارانہ خیال دل میں نہیں لاتا اور جب کوئی مجھ سے پوچھتا ہے تو میں یہی کہتا ہوں کہ میری مادری زبان اردو ہے" (نعرہ ہائے تحسین)

میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں جامعہ عثمانیہ یونیورسٹی کا دل سے مداح ہوں اور عثمانیہ یونیورسٹی کی اپنی زبان میں تعلیم دینے کی تحریک کو بہت پسند کرتا ہوں۔ جب معمولی درجوں کی تعلیم اردو میں دی جا سکتی ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اعلیٰ تعلیم کے لئے کسی غیر زبان کو ذریعہ تعلیم بنایا جائے۔ غیر زبان میں تعلیم دینے کا جو نتیجہ ہے اس کو آپ دیکھ رہے ہیں اس سو برس کے اندر انگریزی میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد صرف دو بڑے شاعر پیدا ہو سکے ٹیگور اور اقبال۔ اگر آپ اپنی زبان میں تعلیم دیں تو مجھے یقین ہے کہ سو دو سو برس کے اندر ایسے عالم پیدا ہو جائیں گے جن کی کتابوں کا ترجمہ یورپ کی زبانوں میں ہو گا۔ بس ان خیالات کے ساتھ میں جلسہ کی پوری تائید کرتا ہوں۔"

ہندوستان کی دستوری ترقی میں ریاستیں حائل نہیں

ایوان روسا کی مجلس قائمہ میں

نواب صاحب بھوپال کی تقریر

ایوان روسا کی مجلس قائمہ کے آخری اجلاس کو مخاطب کرتے ہوئے نواب صاحب بھوپال نے فرمایا میں اس بات کی ضرورت محسوس کرتا ہوں کہ صاف و صریح اور مبہم الفاظ میں ان غلط خیالات کی تردید کروں جو ہندوستان کی دستوری آزادی کے مخالف ہیں اور اس کی ترقی میں حائل ہیں۔"

ہزہائنس نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ حقائق کو اس سے زیادہ توڑ مروڑ کر کبھی پیش نہیں کیا گیا۔ ہم اپنے وطن کی محبت میں کسی سے پیچھے نہیں۔ ہم اس کو عظیم تر اور باوقار دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہماری یہ خواہش ہے کہ ہندوستان کو اقوام عالم میں وہ بلند مقام حاصل ہو جس کا وہ اپنی عظیم الشان تاریخ اور کارناموں کی بنا پر بجا طور پر مستحق ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ہم ممکنہ مدد کرنے تیار ہیں۔ لیکن معاہدات کا تقدس تہذیب یافتہ زندگی کی بنیاد ہے اور کوئی جماعت جو معاہدات کا احترام کرتی ہو ہمارے اس مطالبہ پر اعتراض نہیں کر سکتی کہ ہندوستان کے دستوری تغیرات کے سلسلہ میں جو بھی انتظامات کئے جائیں وہ ریاستوں کے مسلمہ حقوق کی ضمانت دیں اور یہ کہ ان حقوق میں کسی قسم کی یک طرفہ ترمیم عمل میں نہ آئے۔

ریاستوں کی مساعی جنگ پر تبصرہ کرتے ہوئے نواب صاحب بھوپال نے کہا کہ ہندوستانی ریاستوں نے اس جنگ میں نمایاں خدمات انجام دیں اور ان کی سعی کا اعتراف کیا گیا۔ [illegible] ریاستوں نے جنگی خدمات کی انجام دہی کے لئے اپنی مسلح افواج روانہ کیں اور تین لاکھ سے زائد اشخاص رضاکارانہ طور پر مختلف جنگی سرویسوں میں قابل قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان کے علاوہ ریاستوں نے پندرہ ہزار تربیت یافتہ ماہرین فن اور کئی ہزار غیر تربیت یافتہ کارکن فراہم کئے۔

والیان ریاست اور ان کی رعایا کی جانب سے جو رقم دی گئی اس کی مجموعی تعداد پانچ کروڑ پچاس لاکھ سے زیادہ ہے۔ یہ رقم اس امداد کی قسمت سے زیادہ ہے جو بطور قومی چندہ وائسرائے کے اغراض جنگ کے فنڈ میں دی گئی۔ جنگی قرضوں میں ریاستوں نے جو رقم دی وہ تقریباً گیارہ کروڑ پچاس لاکھ ہے۔ اس عدد میں وہ رقم شامل نہیں ہے جو مختلف بنکوں نے جن کے صدر دفتر ریاستوں میں ہیں اور [illegible] شامل نہیں ریاستوں میں لگائی ہے۔

جنگی اغراض کے لئے جو اشیاء خام ریاستوں نے فراہم کیں وہ کئی کروڑ روپیوں تک پہونچتی ہیں۔ متعدد ریاستوں نے شاہی ہوائیہ اور ہندوستانی ہوائیہ کو ہوائی جہاز دئے۔ اکثر ریاستوں نے ایک سے زیادہ طیارے دئے اور تین ریاستوں نے ایک مکمل اسکواڈرن فراہم کیا۔

ہزہائنس نے ان تدابیر کا ذکر کیا جو مختلف ریاستوں نے اپنے علاقوں میں اجناس خوردنی کی فراہمی اور قیمتوں پر نگرانی اور افراط زر کو روکنے کے لئے اختیار کیں۔ آپ نے کہا کہ ہندوستانی ریاستوں نے اس جنگ میں اس طرح حصہ لیا گویا وہ خود ان کی جنگ تھی۔ ان کی مساعی جنگ کا پوری طور پر اعتراف کیا گیا۔ ریاستوں کو تردد ہو رہا ہے کہ ایسے وقت پر جبکہ وہ مساعی جنگ میں مصروف ہیں۔ بعض ایسی پالیسیوں کا آغاز کیا جا رہا ہے جو ان کے استحکام اور بقاء پر گہرا اور مضر اثر ڈالتی ہیں۔ ان کی رعایا کا معیار زندگی بلند کرنے معاشی ترقی ضروری ہے۔ ہزہائنس نے یقین دلایا کہ جب کبھی ضرورت ہو خود ریاستیں نظم و نسق کی ترقی کے لئے ضروری تدابیر اختیار کریں گی۔ اور یہ خواہش ظاہر کی کہ ان کی جائز شکایتوں کو رفع کرنے سے موجودہ نظام کی خدمات حاصل ہو سکیں گی۔

مجلس قائمہ نے ہندوستان کی غذائی صورت حال سے متعلق ایک قرارداد منظور کی اور اس امر پر اظہار خوشنودی کیا کہ ریاستوں نے حکومت ہند کی نگرانی اغذیہ کی پالیسی کے ساتھ موثر اشتراک عمل کیا اور کئی ریاستوں نے بنگال اور دوسرے مقامات کے بہ سبب قحط زدہ باشندوں کی بروقت اور فیاضانہ مدد کی۔ کمیٹی ہندوستان میں قلت اغذیہ کی رپورٹ پر تشویش کا اظہار کرتی ہے اور ہزاکسلنسی نائب السلطنت سے استدعا کرتی ہے کہ وہ حکومت برطانیہ سے مطالبہ کریں کہ ہندوستان میں بڑے پیمانہ پر اجناس خوردنی کے درآمدات جاری رہیں اور بروقت ایسی تدابیر اختیار کی جائیں کہ گزشتہ سال کی طرح ملک کے کسی حصہ میں نازک صورت حال پیدا نہ ہونے پائے۔ کمیٹی یاد کرتی ہے کہ بروقت اقدام رعایا کو مطمئن رکھنے کے لئے ضروری ہے اور مشرقی محاذ پر کامیاب مساعی جنگ کو جاری رکھنے کے لئے بھی

ناگزیر ہے۔

ہزہائنس جام صاحب نوانگر کی تحریک پر ریاستوں میں سماجی اصلاحات کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے ایک ذیلی کمیٹی مقرر کی گئی۔ ایوان روسا کی مجلس قائمہ اس رشتات پر غور کرے گی۔ کمیٹی کی خواہش ہے کہ یہ دعوت کر دیا جائے کہ مشترکہ سرویسوں اور الحاق کی اسکیم متعلق مجلس وزرا اور پوری ہند کمیٹی نے جو سفارشات پیش کی ہیں ان کو منظور کر لیا گیا ہے۔

راجہ جی کی تجاویز

(بقیہ سلسلہ صفحہ (۵))

مسلم لیگ کی مجلس عاملہ میں پیش کرتے۔ بہر حال اب بھی معاملہ سرد خانہ میں کچھ بھی نہیں گیا ہے۔

مسٹر عبدالمجید خواجہ صدر آل انڈیا مسلم مجلس نے مسٹر گاندھی پر مسٹر جناح اور مسلم لیگ کو کوئی کھوٹی بنانے کی کوشش کی۔ موصوف کو خیال ہے کہ اب مسٹر جناح اور لیگ کی پوری طرح مکمل نگہبانی ہے اور مسلم اکثریت کے صوبوں میں بھی عام ہندو [illegible] ڈرتے ہیں۔ مسلم مجلس کے دوسرے رہنما اس کو قبول کرانے کے لئے ملک میں تبلیغی تحریک کر رہے ہیں۔ مختصر یہ کہ مسلم لیگی اخبارات اس فارمولا کی بنیاد پر لیگ کو مجبور کرنے کے لئے مزید گفت و شنید کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ مولانا مسلم قوم پرور اخبارات چند باتوں پر نتیجے پہنچتے ہوئے

اُردو صحافت کانفرنس

مسٹر سید عبداللہ بریلوی کا خطبۂ صدارت

حیدرآباد ۔ ۱۰ شہریور ۔ کل ہند اردو کانگریس کے سلسلہ میں اردو صحافت کا کل ہند اجلاس نادرن ہال باغ عامہ میں منعقد ہوا اس میں مسٹر عبداللہ بریلوی ایڈیٹر "بمبئی کرانیکل" نے خطبۂ صدارت پڑھتے ہوئے کہا کہ بہت کم ایسی چیزیں ہیں جن سے مجھے اردو زبان سے زیادہ محبت ہے اور میں ہمیشہ اس وقت کا منتظر رہا ہوں جبکہ اردو ہمارے ملک کی صحیح معنوں میں قومی زبان ہو میں اردو ہندی کے جھگڑے سے متعلق کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ وہی زبان ہماری قومی زبان بن سکتی ہے۔ ہندو مسلمان دونوں کی مقبول ہو انگریزی سے پہلے ہمارے ملک میں ایک ایسی زبان وجود میں آ گئی تھی جس کے ذریعے مختلف صوبوں کے باشندے ایک دوسرے سے اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے تھے۔ اور اسی زبان کے پڑھنے لکھنے والوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔ اس زبان کے تین نام تھے ہندوستانی اردو اور ہندی اپنی پختگی کے آخر زمانہ میں بہ نسبت ہندوستانی یا ہندی کے یہ زبان اردو زبان کے نام سے زیادہ مشہور تھی اسی زبان کو مسلمان حاکموں نے جبراً انہیں تسلیم کرایا اور نہ مسلم کرایا اور نہ مسلمان حاکموں نے فارسی کے مانند اس زبان کو سرکاری یا دفتری زبان بنایا جس طرح انگریزوں نے انگریزی کو سرکاری یا دفتری زبان بنایا۔ یہ زبان ہندوستان کی سرزمین سے پیدا ہوئی اسے اپنانے میں اور سنوارنے میں ہندوؤں نے اتنا ہی بڑا حصہ لیا جتنا حصہ مسلمانوں نے لیا مگر موجودہ زمانہ میں اردو کے بولنے اور لکھنے والوں میں یہ رجحان بڑھتا جا رہا ہے کہ اپنی زبان میں زیادہ سے زیادہ عربی اور فارسی الفاظ داخل کریں اور ہندی بولنے اور لکھنے والے اپنی زبان میں زیادہ سے زیادہ سنسکرت کے الفاظ داخل کر رہے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ موجودہ ہندی بہت کم مسلمان سمجھ سکتے ہیں اور کم مسلمان اسے بول سکتے ہیں اس کے برخلاف بہت سے ہندو اردو زبان بولتے اور سمجھتے ہیں ان اردو اخباروں اور رسالوں کی تعداد جن کے مالک یا ایڈیٹر ہندو ہیں ان اخباروں اور رسالوں کی تعداد سے کم نہیں جن کے مالک یا مدیر مسلمان ہیں یہی ایک امر ہے جو میری امید کو تقویت دیتا ہے کہ وہ زمانہ دور نہیں جبکہ ہندوستانی اور اردو پھر ایک ہی زبان کے دو نام ہو جائیں۔ اس اہم کام کو انجام دینے میں اردو اخبار والے بڑا حصہ لے سکتے ہیں میں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس بڑے موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیں۔

صحافت ہمارے ملک میں ہمیشہ خطرات سے بھرا ہوا پیشہ رہا ہے اسی سلسلہ میں حکومت کی پابندیوں کی مسٹر عبداللہ بریلوی نے متعدد مثالیں پیش کیں آگے چل کر کہا کہ ہندوستان کی آزادی حاصل کرنے کے لئے پریس ایک بڑا کارآمد اور طاقتور ہتھیار ثابت ہوا ہے اور ہندوستان کی آزادی کی تحریک کی تاریخ زیادہ تر اس جدوجہد کی تاریخ ہے جو ہندوستان کے پریس نے حکومت کی پابندیوں کے خلاف کی ہے ان پابندیوں کے باوجود ہندوستان کی آزادی حاصل کرنے کے لئے پریس ایک بڑا کارآمد اور طاقتور ہتھیار ثابت ہوا ہے اور ہندوستان کی آزادی کی تحریک کی تاریخ زیادہ تر اس جدوجہد کی تاریخ ہے جو ہندوستان کے پریس نے حکومت کی پابندیوں کے خلاف کی ہے ان پابندیوں کے باوجود ہندوستان کی طاقت بڑھتی ہی جا رہی ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم اپنی ان کوششوں میں کوتاہی کریں جو ہمارے پریس کو اہل وطن کے حقوق کی حمایت اور ان کے جذبات کی ترجمانی کرنے کے لئے اسی طرح ضروری ہیں جس طرح برطانیہ یا امریکہ کا پریس ہے اسی کام کے لئے آل انڈیا نیوز پیپرس ایڈیٹرس کانفرنس قائم کی گئی اردو پریس اس کانفرنس میں اہم برابر حصہ لے سکتا ہے مگر افسوس ہے کہ اردو پریس نے کوئی دلچسپی نہیں لی میں اردو اخبارات سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں کانفرنس میں شرکت کریں۔ آل انڈیا نیوز پیپرس ایڈیٹرس کانفرنس سے سرکاری نمائندوں اور ایڈیٹروں میں ایک باہمی اعتماد پیدا ہو گیا ہے اور ایڈیٹر اس میں ایک دوسرے کے بہت قریب ہو گئے ہیں حکم نگرانی کاغذ سے اردو اخبار کو بہت نقصان پہنچا ہے امید ہے کہ حکومت ہند اخبارات کی موجودہ مشکلات کو بہت جلد دور کرے گی سب سے اہم مسئلہ اخبار نویسوں کی تنخواہ اور دوسری سہولتوں سے تعلق رکھتا ہے کوئی وجہ نہیں کہ مالکان اخبارات اخبار نویسوں کے ساتھ کشادہ دلی سے سلوک نہ کریں انہیں خاطر خواہ تنخواہ اور سہولتیں نہ دیں تو اخبار نویسوں کا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ پیشہ کے معیار کو بلند کریں اور اس کی روایات کو پاک رکھیں اسی فرض کو ہم ادا کر سکیں گے جب کہ ہم اجتماعی طور پر اخبار نویسوں کی لیاقت کا معیار قائم نہ کریں گے اور اس مقصد کے لئے

زینگ کا ضروری انتظام کریں گے۔

کپاس اور مونگ پھلی کے رقبہ کاشت میں لازمی تخفیف

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۱)

نے کاشتکاروں کو اس حقیقت سے آگاہ کر دیا تھا کہ آئندہ فصل میں کپاس کی قیمتوں میں تخفیف کا قوی امکان ہے یہ اطلاع آغاز تخم ریزی سے قبل ہی کاشتکاروں کو دی گئی اور یہ بالکل بروقت تھی۔ حکومت سرکار عالی اس امر کو ضروری سمجھتی ہے کہ تخفیف رقبہ غذائی اجناس اضافہ رقبہ اجناس غذائی میں نہ صرف کاشتکاروں کا فائدہ مضمر ہے بلکہ اس سے ایک نہایت اہم وقتی لازمی ضرورت بھی پوری ہوتی ہے جو ہنگامی وقتی ہے کہ کاشتکاران نہ صرف اپنی ذاتی نفع کی خاطر حکومت کے

اعلان

محکمہ نظامت راشن بندی

نشان (۱۴ - ایف - آر) واقع ۸ شہریور ۱۳۵۵ف

محکمہ ہذا کے اعلان نشان (۱ - ایس) مورخہ ۸ فروردی ۱۳۵۵ف کے ذریعہ حکم دیا گیا تھا کہ کوئی شخص مجاز نہ ہوگا کہ ۱۰ اردی بہشت ۱۳۵۵ف سے شکر یا شکر سے بنی ہوئی اشیاء کی خرید و فروخت یا تقسیم کا کام انجام دے سوائے اس کے کہ اس نے بلدہ حیدرآباد کی حد تک (جس میں لنگر کوٹھی کے چاروں طرف دس میل کا رقبہ شامل ہوگا) کنٹرولر شکر سے اور اضلاع میں اول تعلقدار ضلع سے اجازت حاصل کر لی ہو۔ اعلان مذکور میں یہ بھی حکم دیا گیا تھا کہ اجازت کے لئے درخواستیں عہدہ داران مذکور کے پاس ۳۰ اردی بہشت ۱۳۵۵ف تک پیش کی جائیں۔

اب قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ متعلقہ اشخاص کی سہولت کے لئے درخواستوں کی پیش سازی کے لئے مزید مہلت دی جائے لہٰذا بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت فقرہ ۱ (ب) اعلان محکمہ عدالت و کوتوالی و امور عامہ نشان (۱۰) ۱۳۵۵ف موسوم بہ "شکر اور شکر سے بنائی ہوئی اشیاء کا حکم نگرانی" مجھے حاصل ہیں یہ ترمیم اعلان نشان (۱ - ایس) مورخہ ۸ فروردی ۱۳۵۵ف حکم دیا جاتا ہے کہ حصول اجازت ناموں کے لئے درخواستیں یکم مہر ۱۳۵۵ف تک حسب نمونہ منسلکہ حکم ہذا پیش کی جا سکیں گی۔ تاریخ مذکور کے بعد کوئی درخواست قبول نہ کی جائے گی۔

مزید ترمیم اعلان مذکور یہ کی جاتی ہے کہ بلدہ حیدرآباد کے حدود سے وہی رقبہ جات راشن شدہ مراد ہوں گے جن کا اعلان نشان (۹ - ۷) مورخہ ۸ تیر ۱۳۵۵ف مندرجہ جریدہ اعلامیہ نشان (۳۱) مورخہ ۱۰ تیر ۱۳۵۵ف میں کیا گیا ہے۔

متعلقہ اشخاص کی اطلاع کی غرض سے اس کی صراحت کر دی جاتی ہے کہ اعلان نشان (۱۰) مورخہ ۱۵ آذر ۱۳۵۴ف کے مفہوم میں "شکر سے بنی ہوئی اشیاء" سے ہر وہ شئے مراد ہے جو شکر سے اس طرح بنائی جائے کہ شکر کا تناسب اصل کے وزن سے پچاس فیصدی سے کم نہ ہو۔

مزید صراحت اس امر کی جاتی ہے کہ اعلان نشان (۱ - ایس) مورخہ ۸ فروردی ۱۳۵۵ف کے تحت مصری اور پسی ہوئی شکر کا کاروبار کرنے والے اشخاص پر اجازت نامہ حاصل کرنا لازم ہوگا۔ مگر ایسے مٹھائی فروش پر جو شکر سے ایسی مٹھائی یا اشیاء تیار کرے جن میں شکر کا تناسب اصل کے وزن سے پچاس فیصدی سے کم ہو اجازت نامہ حاصل کرنا لازم نہ ہوگا۔

تعلقدار صاحبان اضلاع مجاز ہوں گے کہ حسب صوابدید خود اعلان ہذا کے تحت اجرائی اجازت نامہ کا اختیار اپنے ماتحت عہدہ داروں کے تفویض کریں جن کا درجہ تحصیلدار سے کم نہ ہو۔ فقط

شریمد تخط
کنٹرولر شکر

کپاس اور مونگ پھلی کے رقبہ کاشت میں لازمی تخفیف

مقررہ رقبہ سے تجاویز کرنے والے کاشتکاروں سے تاوان وصول کیا جائے گا

حیدرآباد ۱۹ شہریور۔ حکومت سرکار عالی نے اپنے اس آصفیہ کا اعلان کیا ہے کہ آئندہ فصل میں روئی کی اقل ترین قیمت میں بجائے پچاس روپیہ فی کنٹی تخفیف کی جائے گی اس تخفیف کا اصل سبب سال گذشتہ میں غذائی اجناس کی کاشت میں اضافہ اور بنا بر ضرورت کپاس کی کاشت میں تخفیف کرنا ظاہر کیا گیا۔ نتیجتاً آئندہ فصل میں اقسام کپاس و بالخصوص چھوٹے ریشہ والی روئی کی قیمت میں قابل لحاظ کمی واقع ہوگی۔ بالخصوص اگر چھوٹے ریشہ والی روئی کی قیمت میں پچاس روپیہ فی کنٹی تخفیف بھی نہ ہو تب بھی اس کے کاشتکاروں کو گذشتہ سال کی نسبت آٹھ روپیہ فی ایکر کم آمدنی ہوگی اور ممکن ہے کہ بعض صورتوں میں ہی بہتر ہے

بیشتر صورتوں میں چھوٹے ریشہ والی روئی کی کاشت نفع بخش ثابت نہ ہو برعکس اس کے سال گذشتہ کی نسبت امسال غذائی اجناس کی قیمتیں بڑھی ہوئی ہیں اور مستقبل قریب میں ان کی قیمتوں کے گرنے کا امکان نہیں ہے ان حالات میں جوار، گیہوں اور چنے وغیرہ کی کاشت چھوٹے ریشہ والی کپاس کے مقابل میں زیادہ نفع بخش ہوگی۔ انہیں امور کے پیش نظر حال میں حکومت سرکار عالی نے کپاس اور مونگ پھلی کے رقبہ میں زیر کاشت لازمی تخفیف کرنے کے لئے قواعد نافذ کئے ہیں ان قواعد کے تحت ایسے کاشتکاروں سے تاوان وصول کیا جائے گا جو کپاس اور مونگ پھلی کے مقررہ رقبہ سے تجاوز کریں گے۔ مذکورہ قواعد کے نفاذ کے وقت حکومت

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۰)

اشتہار

از محکمہ عدالت منصفی متعلقہ سرپور ضلع کریم نگر واقع [illegible]

نمبر مقدمہ [illegible]

باجلاس [illegible]

نام فریقین [illegible]

نام ایواد [illegible]

نوعیت

نسب الحکم

نام۔ ایواد [illegible] ولد [illegible] قوم [illegible] عمر ۳۰ سال پیشہ زراعت سکنہ [illegible] متعلقہ سرسلہ۔

ہرگاہ مقدمہ مصدرہ ڈگری دار نے درخواست تعمیل عدالت ہذا میں پیش کیا ہے کہ عدالت ہذا سے تمہارا نام سمن جاری ہوا مگر بوجہ عدم موجودگی تمہاری تعمیل نہ ہوئی چسپاں کیا گیا اور رپورٹ تعمیل کنندہ سے معلوم ہوا کہ تم مکان میں نہیں ہو۔ اس لئے اجرا کیا گیا اور تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ بتاریخ ۱۰ مہر شہریور ۱۳۵۵ف بوقت ۱۱ بجے عدالت حاضر ہو کر جوابدہی کرو ورنہ عدم حاضری تمہاری کارروائی ضابطہ ہوگی۔

سررشتہ

شریمد تخط

مہتمم دار

سررشتہ دار

احمدیہ پریس چار مینار میں طبع ہوکر دفتر مملکت سائیجہ ترپ سے شائع ہوا۔